ہے۔ میرا ایک فلسفہ ہے —"

"سناؤ —" وہ جانتے تھے کہ کالیا جب کبھی، میرا ایک فلسفہ ہے کہتا تھا تو دے دیتا تھا لیکن اپنا "فلسفہ" ضرور بیان کرتا تھا۔

"فلسفہ یہ ہے کہ اگر کوئی یوسف زئی گولی اُدھر اُس پوسٹ پر چلی جاتی اور ا یا ونسٹن چرچل کو لگ جاتی تو آج دنیا کی تاریخ مختلف ہوتی.. توپ فلسفہ ہے کہ نہیں اُنھوں نے اپنے کالیے یار کو داد بھری نظروں سے دیکھا۔

کالیے نے ہتھیلی ناک پر جما کر شہادت کی اُنگلی چرچل پوسٹ کی طرف کی لو جی جرمنی دوسری جنگ عظیم جیت گیا ہے —"

اُس کے زوردار "ڈز" سے کُتورا جو مزے سے ڈھلتی دھوپ سینک ر اور پھر ایک معمولی سی "وَف" کے بعد پھر لیٹ گیا۔

اُس وسیع اور شام کی چوکھٹ تک پہنچتی لینڈ سکیپ میں جو ہلکی دھوپ میں صرف وہ تینوں تھے جو دریائے سوات کے کنارے بیٹھے نظر آ رہے تھے...

"کچھ کھاؤ گے؟"

"لو ہم شادی کے مہمان ہیں —" کالیا پھر رواں ہو گیا "بہن یا اندر قح ہے اور ڈاکٹر کہتا ہے کچھ کھاؤ گے —"

ڈاکٹر اُٹھا اور سڑک کے کنارے تک ان کھوکھوں تک گیا جو وے سا تھا... مشاہد نے بلیک لیبل کی بوتل کو اُٹھا کر آنکھوں کے سامنے کیا، وہ میگنم تھی کافی تھی۔ اُس نے ڈھکن کھول کر ایک طویل گھونٹ حلق میں گرایا..

"اوئے صدقے —" کالیے نے خوش ہو کر نعرہ لگایا "ایک اور..."

"نہیں.. کافی ہے۔"

ہوٹل کا ملازم لڑکا سلور کی ایک غلیظ اور ٹیڑھی سی ٹرے اُٹھائے چلا آ رہا چینی کی ایک پلیٹ میں پڑے تکّوں کے ڈھیر میں سے ایک تکّہ اُٹھا کر اُس نے منہ اور پھر اپنے سفید اور ننگے بازو سے بہتی ہوئی ناک کو صاف کیا "اچھا ہے" اُس لوٹ گیا۔

"مشاہد —" کالیے نے ایک تکّہ اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھا۔

"پتہ نہیں کس قسم کا گوشت ہے — اور میرا معدہ..."

"زیادہ سے زیادہ کتے کا ہو گا ناں — پھر بھی اس وقت اچھا ہے — کھاؤ۔"

ڈاکٹر ایک پیالی اُٹھائے اُسے چھلکنے سے بچاتا ہوا آہستہ آہستہ اُن کی طرف لچکتا آ رہا تھا۔ اُنہوں نے دیکھا کہ ہوٹل کے پچھواڑے میں ایک تنہا درخت کی سوکھی ہوئی شاخوں پر کہیں کہیں سفید دھبّے تھے — آلوچے کے شگوفوں کو کھلنے کے لیے ابھی تھوڑی سی حدّت درکار تھی جو اگلے تین چار ہفتوں میں تو ممکن نہ تھی...

"میں صرف چائے پیوں گا —" ڈاکٹر نے بیٹھ کر ایک لمبی چسکی لی "زبردست.... اُس روز قادر آباد سے واپسی پر جیپ نے کوئی ٹربل تو نہیں دی؟"

"نہیں — لیکن لاہور پہنچنے پر برگیتا نے بہت ٹربل دی — اُس روز کرسمس تھی اور مجھے یاد ہی نہ رہا۔"

کالیے نے فوراً کھڑے ہو کر مشاہد کو سیلوٹ مارتے ہوئے "میری کرسمس" کہنے کا ارادہ کیا اور پھر اُسکے متوقع ردعمل کے بارے میں سوچ کر یہ ارادہ فی الفور منسوخ کر دیا۔

"اُسے ساتھ کیوں نہیں لائے... میں نے خاص طور پر کہا تھا۔"

"وہ یہاں — اس مَردوں کی سختی والے علاقے میں بہت بے آرام ہوتی — تمہیں اُس کی عادتوں کا پتہ ہے ناں — پچھلی بار وہ بٹ خیلہ کے بازار میں نیکر پہن کر گھومتی رہی تھی اور مقامی معززین نے تمہاری جواب طلبی کر لی تھی۔ جہاں شریعت یا شہادت کے نعرے ہوں وہاں برگیتا سوائے شرمندگی کے اور کچھ نہیں —"

"ہم میں سے بیشتر شرمندہ لوگ ہیں — ایک مسلسل شرمندگی ہمیں ایک خجالت آمیز مسکراہٹ کے قرب میں رکھتی ہے..."

کالیا ذرا اونگھ گیا تھا۔ اُس نے یکدم آنکھیں کھول کر پھر سر جھٹکا اور ایک نایاب تم کی حماقت آمیز مسکراہٹ چہرے پر سجالی جو شائد سردی کے باعث بہت دیر تک جمی ہوئی حالت میں رہی۔

"مشاہد —" ڈاکٹر نے اُسکے کندھے پر ہاتھ رکھا "کیا تم خوش ہو؟"

"ہاں —" اُس نے دیر تک سلیٹی راکھ ایسے ٹھنڈے آسمان، دریائے سوات کے پانیوں اور باغوں کی بے برگ سیاہ شاخوں کو دیکھا "صرف اس لیے کہ چار مرغابیوں کا خوشی سے کوئی تعلق نہیں —"

"اوئے" کالیا چونک گیا "بہن یا شکار شروع ہو گیا ہے —"

"چار مرغابیوں کا — ؟" ڈاکٹر یہ طے نہ کر سکا کہ وہ اپنے آپ کو سنجیدہ رکھے یا مسکرانے کی کوشش کرے "اور تم نے ان مرغابیوں کا کیا کیا؟"

"ان میں سے دو تو برگیتا نے رنجیت سنگھ کی پوتی کو بھیج دیں اور دو...."

"اوئے بہن یا — " کالیا ایک زلزلے کی طرح بیدار ہوا۔ آنکھیں ملتا ہوا ہوئی آواز میں سراسیمہ ہو کر مشاہد کو کہنے لگا اور اُس کی سرخ آنکھیں کول ڈوڈوں کی کھلی تھیں "رنجیت سنگھ کی پوتی"

"ہاں — رنجیت سنگھ کی پوتی — "

"یُو مین مہاراجہ رنجیت سنگھ؟" کالیا انگریزی پر اُتر آیا۔

"ہاں — "

"یُو ڈونٹ مین اِٹ مین — " کالیا براہ راست امریکی سلینگ میں آگیا۔ "دے لائن آف پنجاب دے وَن آئنڈ مہاراجہ — "

مشاہد خاموش رہا۔

"مشاہدی میرا دل رُک جائے گا۔ زاہد کالیے کا دِل رُک جائے گا اگر تم نہیں بتاؤ گے کہ یہ بہن یا رنجیت سنگھ کی بہن — میرا مطلب ہے پوتی کہاں ہے — اور اب تک زندہ ہے..."

"پتہ نہیں — "

"ہیں؟ تمہیں پتہ نہیں کہ رنجیت سنگھ کی پوتی زندہ ہے یا نہیں اور اس کے تم اُسے مرغابیاں بھیجتے ہو؟"

"میں نے نہیں برگیتا نے بھیجی تھیں — "

"ننھا سنگھ اینڈ پریم سنگھ وَن اینڈ دی سیم تھنگ — " وہ جھنجھلا سا گیا اور قطعی طور پر سوبر دکھائی دے رہا تھا "کیا واقعی وہاں لاہور میں — رنجیت سنگھ کی پوتی نہیں؟"

"نقوی کی کوٹھی سے پرے... جسے ریچھ والی کوٹھی بھی کہتے ہیں.. جہاں ایک خوردہ شُفڈ ریچھ جانے کب سے پنجے اُٹھائے پورچ میں کھڑا ہے اور اُس کے سے بُرادہ گرتا رہتا ہے اور اشفاق نقوی نے کبھی اُس کا پنجہ پکڑ کر "ہاؤ ڈو یُو ڈو" تو اُس کوٹھی سے پرے — " وہ رُکا اور اُس نے جھک کر بلیک لیبل کو اُٹھایا اور

بلاتا ہوا گھونٹ بھرا اور اُس کے مسوڑھے بھی گرم ہونے لگے۔

"صدقے —" کالیے نے صرف اتنا کہا۔

"تو اُس کوٹھی سے پرے — ماڈل ٹاؤن کے اے بلاک میں کوٹھی نمبر ایک سو ایک ہے جو خان بہادر محمود شاہ کی ذاتی ملکیت تھی۔ 38-1937 کے لگ بھگ وہ خریدی گئی صرف تین یا چار ہزار روپے میں اور اسے پرنس بمباں سدر لینڈ گرینڈ ڈاٹر آف مہاراجہ رنجیت سنگھ نے خریدا جو اُن دنوں انگلستان میں رہتی تھی —"

"مشاہد —" ڈاکٹر نے اُسے روکا "کیا یہ ایک رمتھ ہے؟"

"نہیں — میں بھی تو اے بلاک میں رہتا ہوں۔ وہ کوٹھی A-101 شہزادی بمباں سدرلینڈ کی ہے —"

"اور وہ — رنجیت سنگھ کی پوتی قیام پاکستان کے بعد دیگر سکھ جنٹل مین اور لیڈیز کی طرح ہندوستان کیوں نہیں سدھاری؟"

"کہا جاتا ہے کہ اُس سے پوچھا گیا تھا۔ تو اُس نے کہا لاہور میرے دادا کی سلطنت کا سدر مقام ہے۔ میں یہاں کی، لاہور کی شہزادی ہوں میں اِسے چھوڑ کر کہیں اور کیسے جا سکتی ہوں —"

"صدقے —" کالیے نے پھر کہا "پر مشاہدی میں بار بار یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا وہ ابھی تک زندہ ہے؟"

"پتہ نہیں —"

"پھر پتہ نہیں — تو تم مرغابیاں کسے بھیجتے ہو؟"

"برگیتا بھیجتی ہے —"

"نتھا سنگھ اینڈ پریم سنگھ —"

"کہتے ہیں جب وہ انگلستان سے لاہور، ماڈل ٹاؤن میں شفٹ ہوئی تو اپنا سامان بیل گاڑیوں میں لدوا کر لائی اور اُن میں پام کے وہ بوٹے تھے جو آج بھی A-101 میں جنگل بنے دکھائی دیتے ہیں۔"

"اُسے کبھی کسی نے دیکھا بھی ہے یا نہیں؟"

"اشفاق نقوی نے اُسے بچپن میں دیکھا تھا اور وہ اُس پر عاشق ہو گیا تھا —"

"صدقے بھئی —" کالیا بہت متاثر ہو رہا تھا "لیکن مشاہدی تم نے آج تک اِس

رنجیت سنگھ کی پوتی کے بارے میں کبھی مجھ سے بات نہیں کی اور تم جانتے ہو کہ بہن یا رنجیت سنگھ میں اور اُس کی پوتی میں کیوں اتنی دلچسپی لے رہا ہوں۔ تم جانتے اچھا تو پھر یہ جو اشفاق احمد تھا تو یہ رنجیت سنگھ کی پوتی پر عاشق ہو گیا؟"

"اشفاق نقوی — وہ کہتا تھا کہ ایک شام ہم دو لڑکے اپنی کوٹھی سے سائیکلوں پر — کیونکہ اُن دنوں سرِ شام سائیکلوں پر ماڈل ٹاؤن کی ویران سڑکوں پہن کر گھومنا شرفا کا شیوہ تھا اور ہم نے A-101 کے پھاٹک کے باہر ایک شخص کو پگڑی پہنے ہوئے تھا ایک لمبا کوٹ اس کے گھٹنوں سے نیچے تک آ رہا تھا اور لیڈی کے سامنے اتنا جھکا ہوا تھا کہ اُس کی ٹائی لمبے کوٹ کے کالروں کے حصار میں کر ہوا میں معلق تھی۔ اور لیڈی نے گہرے سُرخ رنگ کا پیشواز پہنا ہوا تھا جو گھٹ آتا تھا اور مائنڈ یُو لیڈی کی بیک اشفاق کی جانب تھی جو اُس لمحے پراپر جنٹل مین ایک سٹف اَپر لپ کے ساتھ پیڈل مارتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ اور وہ اُس خوبصورت شیلا فوری طور پر فدا ہو گیا اگرچہ اُس کا قد چار فٹ سے زیادہ دکھائی نہ دیتا تھا لیکن باوجود وہ درمیان میں ایک گرم اور مرطوب احساس دینے والی پشت تھی۔ لیڈی ساٹن کا چُوڑی دار پاجامہ پہن رکھا تھا —"

"کیا یہ ایک متھ ہے؟"

"نہیں — اور جب یہ دونوں نوجوان پسینے سے شرابور تیز تیز پیڈل مار صرف اُس دوشیزہ کی زبردست بناوٹ والی پشت سے متاثر ہو کر اُسے سامنے سے خواہش لیے اُس کے قریب پہنچے تو.. اُن کی سٹّی گم ہو گئی — بے شک اُس کی بیک بہت ہی پُرکشش دکھائی دی لیکن وہ ایک ٹھگنی سی انتہائی بوڑھی جھریوں سے مخبوط الحواس عورت تھی جو دن کی سفید روشنی میں کسی بھی شخص کی حرکت قلب بند کرنے کا باعث ہو سکتی تھی —"

"کیا وہ اب بھی زندہ ہے؟" کالیا ازحد پریشانی میں بولا۔

"پتہ نہیں —"

"اور —" کالیے نے دانت پیستے ہوئے اپنے ماتھے پر ایک زوردار تھ

"اس کے باوجود تم اُسے مرغابیاں بھیجتے ہو؟"

"برگیتا بھیجتی ہے۔"

"میرا خیال ہے میں ٹُن ہو چکا ہوں اس لیے میں تم سے مزید سوالات نہیں چھوں گا۔"

کالیا تذبذب میں تھا۔ کیا میں اپنے حواس کھو چکا ہوں — یا مشاہد مجھ سے مذاق ر رہا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی پوتی ابھی تک لاہور میں ہو ۔ اور پھر ستم یہ کہ مرغابیاں... ہم بٹ خیلہ سے باہر منگورہ جانے والی سڑک کے ایک ے سائڈ ہوٹل کے قریب دریائے سوات کے کنارے ایک راکھ رنگ کے منظر کی ڈک میں بیٹھے ہیں اور یہ شخص رنجیت سنگھ کی پوتی کے بارے میں بات کرتا ہے — ن یا بکواس کرتا ہے۔ بلیک لیبل کہاں ہے؟

"مردان آیا تھا —" مشاہد بہت دیر بعد بولا اور ٹھٹھرنے لگا۔

"اچھا —" ڈاکٹر نے سرہلایا۔ اُس نے پلیٹ میں منجمد زرد چربی میں سے ایک کو ٹٹولا۔ بالکل یخ تھا۔ کھانے کے قابل نہ تھا "وہ ہمیشہ دسمبر میں آتا ہے — اُس کی ب کا کیا حال ہے اور اُس کا کیا حال ہے؟"

مشاہد کے اندر خوشی ایسے سرسرائی کہ کوئی بہت قریب آتا تو اُسے شک گذرتا۔ شک گذرتا کہ کھیتوں کے پار آلوچوں کے جنگل میں سے کسی تند جھونکے کا گذر ہوا ۔ صرف مردان کا ذکر اُسے ناآسودگی کی بوجھ سے نجات دلا دیتا تھا "زمین پر سوتا ہے۔ بھی — اور ٹانگ گھسیٹ کر چلتا ہے لیکن.... بظاہر تو مطمئن ہے..."

"لیکن میں مطمئن نہیں ہوں —" کالیے کا ضبط ختم ہوا اور وہ کھڑا ہو گیا "یار اللہ ل کے واسطے بتا دو کہ یہ رنجیت سنگھ کی پوتی..."

"بتا دو مشاہد —" ڈاکٹر پسیج گیا۔

"اُس کوٹھی کے بارے میں سبھی یہ کہتے ہیں کہ اس کے اندر ایک رانی رہتی .. درخت اور جھاڑیاں اتنی گھنی ہیں کہ اُس کا پھاٹک اُن میں روپوش ہو چکا ہے۔ وہاں ں کا ایک جوڑا بھی مدت سے قیام پذیر ہے — وہاں سے ایک خاتون کبھی کبھار برگیتا ملنے آ جاتی ہے —"

"بمبن یا رانی؟"

"اُس کا نام مس پیر ہے — بقول انگریزوں کے وہ شیلف پر رہ گئی ہے اور ابھی اُس کی شادی نہیں ہو سکی... بعض اوقات ہسٹریکل ہو کر برگیتا کو بتاتی ہے کہ اُس کے

بھائی رانی کی موت کا انتظار کر رہے ہیں یا کر رہے تھے... اور اُس نے بھی رانی کو بم
دیکھا صرف اُس کا بڑا بھائی اُس کے کمرے میں جاتا ہے — اسی مس پیر کو برگیتا
بھیجتی ہے — تسلی ہو گئی؟"

"ہاں — کسی حد تک — اس بہن یا کوٹھی پر ڈاکہ ڈالنا چاہیے۔ ان دنوں
میں میرے پاس دو سکھ پارٹیاں ہیں جو سکھ نوادرات کے لیے جو مانگو دیتی ہیں... اہم
ماہ مجھے گرنتھ صاحب کا ایک نسخہ ملا تھا جس پر اُن کے کسی گرو کے ہاتھ کی لکھی ہوئی
تھی —"

"آیت نہیں، بانی"

"جو بھی — انہوں نے اتنے ڈالر دیئے کہ یہ زسان پٹرول خریدنے کے بعد
رہے۔"

"اور ظاہر ہے تم نے یہ گرنتھ صاحب سمگل آؤٹ کی —"

"یہ بہن یا کیسا لفظ تم بولتے ہو — سمگل آؤٹ یا اِن کا کیا مطلب...
خیال ہے کہ مولویوں کے اس ملک میں مجھے کسی نے اُس گرنتھ صاحب کا سو روپیہ
تھا؟... یہ زیادہ سے زیادہ اُسے جلا کر ثواب حاصل کر لیتے... اب اس پاکستان میں ایک
پیٹرول آئی ہے کچھ ڈالر آئے ہیں تو تمہیں کیا تکلیف ہے — یار تم تو سمجھ دار
لوگ ہو تمہیں تو میری طرفداری کرنی چاہیے..."

"یعنی تمہاری سمگلنگ کو جائز قرار دینا چاہیے؟"

"نہ صرف جائز بلکہ... میں ایک قومی خدمت سرانجام دے رہا ہوں بہن
بھی لیڈر... دانش ور اور عالم فاضل سے زیادہ زاہد کالیا اس ملک کی خدمت کر رہا
اُس کے لفظ اب روانی سے آ رہے تھے اور مشاہد اور ڈاکٹر انہیں غور سے سنتے
ادھر گندھارا کے تمام علاقوں میں، ٹیکسلا میں تو اب کچھ باقی نہیں رہا صرف بابا زر
زبردست فیک بناتا ہے لیکن سوات میں، دیر اور باجوڑ میں اور ادھر تخت بائی
پاس، تمہارے سری بہلول میں تم جتنے پکے مکان دیکھتے ہو وہ میری وجہ سے بنے
کے گھروں میں جو بیٹیاں بال سفید کر رہی تھیں ان کی ڈولیاں میرے پیسے کے
اُٹھیں... کئیوں نے حج کیے... اللہ رسول کی قسمے.... میں نے انہیں صرف یہ
محمود غزنوی کی اولادو یہ جو تمہارے کھیتوں میں سے ہل چلاتے ہوئے بُت نکلتے ہیں

کی بنیاد کھودتے ہو تو کسی سٹوپے کی دیوار برآمد ہو جاتی ہے.. بھیڑیں چراتے ہوئے کسی پہاڑی کی اوٹ میں کھنڈر مل جاتے ہیں تو ان کو مت توڑو یارا... ان کے سر توڑ کر تمہیں ثواب نہیں مل سکتا... میرے پاس لے آؤ تو پیسہ مل سکتا ہے... سکے ملیں پرانے زیور یا برتن ملیں تو میرے پاس لے آؤ ـــ"

"اور تم ان نوادرات کو سمگل آؤٹ کر دیتے ہو ـــ"

"ہاں ـــ میں ان نوادرات کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیتا ہوں۔ وہ دنیا کے کسی بھی میوزیم میں نمائش پر ہوں، کسی بھی کولیکشن میں ہوں وہ پاکستان کی ہزاروں برس پرانی کاریگری کی مثالیں ہوں گی۔ ہماری بہن یا ثقافت وہاں جا کر محفوظ ہو جاتی ہے مشاہدی.... یہاں یہ لوگ اس کی قدر کرنے کے قابل نہیں۔ اُسے دیکھ کر ان کا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے... کیا یہ بہتر نہیں جو میں کر رہا ہوں ـــ ٹھیک ہے میں مال بنا رہا ہوں لیکن اس وقت کیوٹو میوزیم میں چونے کے جو بدھا ہیڈ ہیں جنہیں دنیا دیکھنے آتی ہے اگر میں سمگل آؤٹ نہ کرتا تو تم لوگ اُنہیں کُوٹ کر اُن کی قلعی بنا کر دیواروں پر سیاسی نعرے لکھتے...."

شام کی سیاہی دریا کے بہاؤ پر بھی اثر انداز ہو رہی تھی اور لگتا تھا کہ پانی تھم رہے ہیں... مشاہد اور ارشد کہیں ایک مقام پر پہنچ کر زاہد کالیے کے فلسفے سے اتفاق کرتے تھے ں لیے خاموشی سے سنتے رہے۔ پھر مشاہد نے سر اٹھایا اور کالیے کو چھیڑنے کے انداز میں لہا"ایک بات میری فہم سے نہ صرف بالاتر ہے بلکہ بالا ہی بالا ہے اور وہ یہ کہ گندھارا کے لنڈرات اور مجسمے جن علاقوں میں ملتے ہیں وہاں کے لوگ شدید طور پر مذہبی ہیں بلکہ ان نوں کی وکیبلری میں بنیاد پرست ہیں تو تم نے انہیں بت فروش بننے پر کس طرح قائل رلیا ـــ"

"سب سے نمبر ون تو پیسہ ـــ بُت توڑنے سے تو جنت میں مکان ملے گا اور پتہ ں ملے کہ نہ ملے... لیکن بیچنے سے یہاں اُن کے کیچڑ بھرے کچے کوٹھوں کی جگہ فلش ٹم اور چپس والا نیا مکان ملے گا... اور جو نظریاتی لوگ ہوتے ہیں انہیں میں تاریخ کی بت کے حوالے دے کر قائل کر لیتا ہوں ـــ"

"تاریخ کی جبریت ـــ؟"

"کیوں یہ ٹرم رِفٹ نہیں بیٹھتی ـــ میں نے کسی سے سنا تھا کہ ایک چیز تاریخ کی ت ہوتی ہے اور میرا خیال تھا کہ یہ ہوتی ہے ـــ بہرحال ان نظریاتی لوگوں کو میں کہتا

ہوں کہ بھئی میں یہ سب کچھ اسلام کی سربلندی کے لیے کر رہا ہوں — یعنی ہا
علاقوں میں سے جتنے بُت کدے اور بُت برآمد ہوں گے اور انہیں دنیا کے سامنے پیش
جائے گا اتنی ہی یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ اسلام کے آنے سے پیشتر یہ سارے کا
کفرستان تھا... اور ہم نے اور ہمارے مذہب نے اتنے بڑے چیلنج کا سامنا کر کے اُسے
ٹیکنے پر مجبور کر دیا — اگر ہم یہ بُت اور بُت کدے توڑ دیں گے تو ہمارے پاس کیا
ہے کہ یہاں پہلے کفر ہی کفر تھا... ہماری آمد سے پیشتر جتنا بڑا کفر تھا اتنی ہی بڑی سز
ہمارے حصے میں آتی ہے..."

"تم بعض اوقات بہت حیران کر دیتے ہو کالیے...." ارشد اس تھیسس سے
متاثر نظر آ رہا تھا۔

"ہاں —" مشاہد نے گردن کھجا کر کہا "یہ عجیب و غریب بات کہہ جاتا ہے۔

"تجربہ اسے مرے پُت پینڈو تجربہ... جو تم دونوں کے پاس نہیں ہے۔ ا
تینوں میں سے صرف میں ہوں جس کا جنازہ باقاعدہ جائز ہو گا —"

"کیا میں شادی شدہ نہیں ہوں؟" مشاہد مسکرایا۔

"نہ — میم سے شادی کرنا کوئی شادی نہیں ہے چاہے وہ کالے رنگ کی ہی
نہ ہو... اور کب شادی کی ہے تم نے؟ پانچ سال پہلے.. اور ابھی تک خالم خالی... او
ڈاکٹر ہے پشوریا — جائداد کے جھگڑے پر اپنے بھائیوں سے الگ ہو کر جو ادھر آ
قصبے بٹ خیلے میں آیا ہے تو...." کالیا کھلکھلا کر ہنسنے لگا "اوئے ڈاکٹر تو کیا کرتا رہا
ہیں؟ ناں کوئی ہاتھ سے ہی ٹائپ کر لیتا تھا کہ اب ضرورت نہیں رہی — تیر
والے خلیفے نے حکم دیا تھا کہ شادی نہ کرنا ارشد احمد؟"

"بکواس نہ کر کالیے —" یہ پھر مشاہد تھا۔

"یار تیرے اِس قادیان والے مرزے کی انگریزی کی گرائمر ہی درست نہیں
پیغمبر کیسے ہو سکتا ہے۔ نہ نہ مائنڈ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، میں نے خود اُس کی
پڑھی ہیں..."

"کالیے —"

"دیکھ یار مشاہدی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اس کے عقیدے
بے شک سکھ ہوتا تب بھی میرا جگری یار ہوتا۔"

ڈاکٹر ارشد کے چہرے کا رنگ متغیر ہونے لگا "کالیے..." اور یہ رنگ دُکھ کا تھا
ا نے کبھی تم سے عقیدے کے بارے میں بات کی ہے... تم بھی نہ کرو۔"
"نہ کرو زاہد — " مشاہد نے ارشد کی طرف دیکھا "ہر شخص اپنے عقیدے کی قید
ہوتا ہے، نہ کرو۔"
"چلو نہیں کرتا... ویسے ڈاکٹر تم بدھ ہو جاتے تو زیادہ بہتر تھا.. کم از کم تُجل کام تو
ا..."
"زاہد — " ڈاکٹر ہولے سے بولا "نہ کرو..."
خاموشی کا اجتناب ان تینوں کے درمیان حائل ہوا اور دریا کے بہاؤ کی آواز اتنی
ہو گئی کہ اُس میں بات کرنا ممکن نہ تھا... پھر آہستگی سے یہ پانی کم ہو گئے اور کہیں سے
روں کی آوازیں آنے لگیں۔
"ہاں تو تم تجربے کی بات کر رہے تھے زاہد — " ڈاکٹر نے اس کے کندھے پر
ے دوستانہ تھپکی دی...
"سوری یار... میں یونہی رواں ہو گیا تھا اس بھن یا عرق کے زور.." کالیے نے سر
بایا "تو تجربہ صرف میرا ہے... ایک بار میں پھیری لگا رہا تھا ادھر راولپنڈی کینٹ کے
تے میں تو ایک میم ناں بڑی بڑی چھاتیوں والی اُس نے دو پرانے کٹورے خریدے اور
، کمرے کے اندر لے جا کر سب کچھ اُتار دیا اور کہنے لگی "کچھ دیکھنا ہے؟" تو میں نے کہا
ا صاحب باقی رہ کیا گیا ہے تم میری ماں کی عمر کی ہو کچھ شرم کرو... ان کاموں کے لیے
ے والیاں تھوڑیاں ہیں — تو جناب عالی تجربہ صرف میرا ہے — باقاعدہ شادی شدہ
ں پانچ بچے ہیں۔ اور بیوی کے علاوہ اوپر سے اللہ کا فضل بھی ہوتا رہتا ہے — اوئے
کٹر میں نے تجھ سے ایک بات کرنی ہے — میں رہ نہیں سکتا میری مجبوری ہے — پر تو
ے ناراض نہیں ہونا... وعدہ؟"
ڈاکٹر صرف سر جھٹک کر اُس کی جانب دیکھنے لگا۔
"بزنس کی بات نہیں کر رہا۔ میرے اندر کُھد بُد رہے گی بے چینی رہے گی صرف
ا بتا دے کہ سری بہلول سے گریٹ ڈیپارچر والا کونسا ٹکڑا لے کر آیا ہے — وہ والا
ں میں محل کے لوگ سو رہے ہیں اور شہزادہ سدھارتھ چپکے سے جا رہا ہے یا جس میں وہ
گھوڑے کنتھکا پر سوار بہت خاموشی سے محل سے نکل رہا ہے یا پھر... جب وہ اپنی پگڑی

اور شاہی چھتر حوالے کر رہا ہے.... کونسا یار... اتنا تو بتا دے... کونسا گریٹ ڈیپار
تیرے پاس۔"

"میں دکھا دیتا ہوں —" ڈاکٹر اٹھا اور سردی نے جوڑوں کو ٹھنڈا کر کے
دیا تھا اس لیے اٹھا تو قدرے مشکل سے اٹھا اور سڑک کی جانب جانے لگا جہاں وہ
ہوٹل کے ایک چھپر تلے اُس کی کار کھڑی تھی.. کُتورے نے سمجھا کہ پارٹی ختم ہو
اس لیے وہ بھی دُم گیلی زمین پر پٹخ کر اُٹھا لیکن اُٹھتے ہی جان گیا کہ صرف ایک گیا
دونوں مزے سے دریا کنارے بیٹھے ہیں اس لیے پارٹی ختم نہیں ہوئی چنانچہ وہ دُم ہلا
سے استراحت کرنے لگا۔

وے سائڈ ہوٹل کی نیم تاریک کوٹھڑیوں میں کوئی بلب روشن ہوا تو اُن میں
ایک کوٹھڑی الگ ہو گئی اور اُس کی کھڑکی میں سے روشنی باہر آئی تو ٹھٹھرتی ہوئی اُ
پہنچنے سے پیشتر دم توڑ گئی۔ چک درہ پُل پر بھی چند روشنیاں جلتی تھیں۔ سردی ایسی
کہ دریائے سوات کے پانیوں کے قریب کھلی فضا میں اطمینان سے بیٹھا جا سکے لیکن
پر جبر کیے بیٹھے رہے۔ ڈھیٹ بنے کچھ لاپرواہ ہو کر بیٹھے رہے۔

ڈاکٹر اپنی جیکٹ کی جیب میں ہاتھ گھسائے لچکتا چلا آ رہا تھا۔ کرسی پر بیٹھ
نے ایک ہاتھ باہر نکالا اور کالیے کی طرف بڑھا دیا۔ اُس نے اخباری کاغذ میں لپٹے پتھر
جھکا کر عقیدت سے وصول کیا اور پھر بے حد احتیاط سے کاغذ کی تہیں الگ کیں۔
ایسی تھی کہ گرے پتھر کو سیاہ بناتی تھی۔ جب کچھ دکھائی دیا تو جو کچھ دکھائی دیا وہ کا
منہ سے "بہن یا" کہلوانے کے لیے کافی تھا۔

یہ چھوٹا سا ٹکڑا کسی سٹوپے کا حصہ تھا۔ مہاتما بدھ کی زندگی کی کہانی جہاں
دائرے میں چلتی ہے اور زائر اپنی آنکھیں اُن مجسموں پر رکھتے ہوئے طواف کرتے
یہ کہانی کوئین مایا کے اُس خواب سے شروع ہوتی ہے جس میں ایک سفید ہاتھی آسمان
اُتر کر اُس کی جانب آ رہا ہے اور اُن خاک دانوں پر اختتام کو پہنچتی ہے جن میں
خاک ہے اور انہیں مملکت کے تمام حصوں میں اونٹوں اور ہاتھیوں پر بھجوایا جا رہا ہے
اِسی کہانی میں گریٹ ڈیپارچر بھی آتا ہے... کالیا ایک عشق میں مبتلا اور فنا چہرہ
ٹکڑے کو جیسے آنکھوں سے لگانا چاہتا تھا.. سدھارتھ کا گھوڑا کنتھکا کا اپنی تھوتھنی
قدموں میں رکھے کھڑا ہے۔ شہزادہ سدھارتھ اپنا شاہی چھتر اور پگڑی اپنے ایک دوست

حوالے کر رہا ہے...

"ہائے ہائے کیا بہن یا آرٹسٹ تھے اور کیا بہن یا اُنگلیاں تھیں جنہوں نے ایسے لاکھوں ماسٹر پیس بنائے —" اس نے ٹکڑے کو آنکھوں سے لگایا اور چوم کر ڈاکٹر کو واپس کر دیا۔ "ڈاکٹر یہ بزنس کی بات نہیں۔ دل کی بات ہے — کیا بہن یا لوگ تھے جنہوں نے گندھارا کے پورے عہد میں صرف مجسمے بنائے... اور عبادت گاہیں کہاں بنائیں صرف وہاں جہاں سے منظر آسودگی اور سکون دیتا ہو... کیا بہن یا تہذیب تھی — اور اب پونے دو ہزار سال بعد بیسویں صدی کے آخری برسوں میں یہ پاکستان — کیا بہن یا تہذیب ہے۔"

"چلیں؟" ڈاکٹر نے پوچھا...

"اس اندھیرے میں کوئی چلا بھی جائے تو کیا فرق پڑتا ہے —" کالیا بڑبڑایا "لیکن میں نہیں جاؤں گا — کیونکہ مجھے دکھائی دیتا ہے۔ اللہ رسول کی قسمے مجھے دکھائی دیتا ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ مشاہدی — اندھیرا بہت ہو چکا ہے پر تمہیں پانیوں کے چلنے کی آواز تو آ رہی ہے ناں؟ لیکن مجھے لگتا ہے کہ یہ آواز مدھم ہو رہی ہے — بہت ساری چھوٹی چھوٹی ندیوں سے مل کر ایسے دریا بنتے ہیں... ایک ندی بندے کے دماغ میں سے نکلتی ہے، دل کے راستے باہر آتی ہے اور اس ندی میں... یہ گندھارا کے مجسمے ہوتے ہیں یارا... سندھی کڑھائی اور پنجابی کھیس ہوتے ہیں ہزاروں برسوں کی کمائی ہوتی ہے ہاتھوں آنکھوں اور دماغ کی.... تم لوگ دھیان ہی نہیں دے رہے۔ پرواہ ہی نہیں کر رہے... تم بناٹنگ جو مرضی آئے کر لو پر ملک تبھی قائم رہتے ہیں جب وہ اپنی ہزاروں برس کی کمائی کو قلعی بنا کر دیواروں پر سیاسی نعرے نہیں لکھتے... اوئے مشاہدی سن رہا ہے؟"

"ہاں سن رہا ہوں —"

"تو پھر مجھے بلیک لیبل تلاش کر دے اندھیرے میں دکھائی نہیں دے رہی... ایک گھونٹ لگوا دے رب تیرا بھلا کرے —"

"اب چلیں؟" ڈاکٹر نے پھر پوچھا۔

کالیے نے وہسکی کا گھونٹ لینے کی بجائے اُسے حلق میں اُنڈیلا اور "صدقے" کہنے کے بعد ڈاکٹر کے "اب چلیں؟" کی نقل اُتاری "آہو تیرے تو من کو ٹھنڈ ہے ناں تیرے پاس گریٹ ڈیپارچر جو ہے — اب چلیں۔ کیوں چلیں؟ ہمیں کہاں جانا ہے؟ اوئے

مشاہدی تو سب دیکھ رہا ہے کہ ہم نے اب کہیں نہیں جانا... اور کم سے کم ڈاکٹر کے بنگلے میں تو نہیں جانا جس کے باتھ رُوموں کے کموڈ بہن یا اتنے ٹھنڈے ہیں کہ اُن پر سے بہن یا پیٹھی پر نیلے رنگ میں کموڈ کا نقشہ بن جاتا ہے —"

"میں نے باتھ رومز میں بھی ہیٹرز کا بندوبست کر دیا ہے —" ڈاکٹر شائد اندھیرے میں اب وہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اُس کی ہنسی کی آواز سُن کر کُتورے بھی اپنے ہونے کی خبر ایک "وَف" سے دی۔

"مشاہدی اوئے پت پینڈو صرف ایک اور بات کر لینے دے... میں ذرا سُن اور میں ذرا لہر میں ہوں۔ اوئے تو نے اُستاد عشق لہر کا کلام سنا ہے نہیں سنا تو لکھ لعنت تم پر... وہ کہتا ہے — پر نئیں اس وقت میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں... تو ہمیشہ تھا کہ گندھارا میں کیا چارم ہے — میں بتاؤں؟ بس آخری بات ہے۔"

"بتاؤ —" مشاہد نے کہا۔ وہ پتہ نہیں کالیے کی آواز سُن بھی رہا تھا یا نہیں۔ شائد مردان کے قرب میں تھا یا برگیتا کے ساتھ سویا ہوا تھا۔ وہ کہیں اور تھا۔ ڈاکٹر بھی سے الگ تھا لیکن کالیا بولے چلا جا رہا تھا....

"ڈاکٹر کو اس چارم کا پتہ ہے — کیوں ڈاکٹر؟" ڈاکٹر بولا نہیں "مشاہدی، جب سری بھلول جاتے ہو نل... یا کہیں اور جہاں "پتھر" یا "گٹا" ملتا ہے تو ایک شخص آتا کمبل کی بُکل مارے اور وہ آپ کے سامنے آ کر ادھر ادھر نگاہ ڈالتا ہے کہ کوئی دیکھ تو رہا — اور پھر اپنی بُکل میں سے بُلھے شاہ کا چور نہیں نکالتا ایک پتھر نکالتا ہے... گندھا کوئی ٹکڑا نکالتا ہے — اور مشاہدی کیا یہ دل روکنے والا تجربہ نہیں کہ کسی بہن یا کا بندے نے ڈیڑھ پونے دو ہزار برس پہلے جو مجسمہ بنایا تھا اُسے تم پہلی بار دیکھ رہے ہو ہاں پونے دو ہزار برس میں اور کسی نے اُسے نہیں دیکھا۔ صرف تم دیکھ رہے ہو اور اور کائنات کے سارے نظریے تمہارے قدموں میں بچھ جاتے ہیں۔ اُسے، اُس ٹکڑ اُس شخص نے نہیں دیکھا جو اُسے بیچ رہا ہے جس نے اُسے کھیت میں سے یا کسی کھنڈر سے کھودا ہے کیونکہ اُس کے لیے وہ ایک قابل فروخت شے ہے، مرچن ڈائز ہے چنانچہ وہ اُسے نہیں دیکھتا تم اُسے پونے دو ہزار برس کے بعد پہلے بندے ہو جو دیکھ — اور... اگر تم اُسے نہیں خریدتے تو تم اُس ماسٹر پیس کو آخری مرتبہ دیکھ رہے ہو کیو وہ کہیں بھی جا سکتا ہے لیکن کسی میوزیم میں نہیں جائے گا اس لیے تم اُسے آخری

دیکھتے ہو — تو یہ چارم ہے گندھارا کی... کیوں ڈاکٹر؟"

"ہاں —"

"اور یہ ندی سُوکھ رہی ہے — ہماری ہزاروں برسوں کی کمائی سوکھ رہی ہے۔"

کُتورے نے دوبارہ "وَف وَف" کر کے کالیے کی تائید کی۔

درجہ حرارت صفر سے نیچے تھا اور اب برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔ دریا کی آواز پہلے سے بلند تھی اور دور پہاڑیوں کے دامن میں آلوچے کے جو باغ تھے اُن کی جانب سے ایک برفیلی ہوا آتی تھی۔

اُنہوں نے دیکھا کہ ہوٹل کے پچھواڑے میں جو تنہا درخت تھا اور جس کی سُوکھی ہوئی سیاہ شاخوں پر کہیں کہیں سفید دھبّے تھے اور آلوچے کے شگوفے کھلنے کے لیے ابھی تھوڑی سی جِدّت درکار تھی جو اگلے تین چار ہفتوں میں تو ممکن نہ تھی — لیکن وہ تین چار ہفتے اُسی وقت گذر گئے۔ آلوچے کے درخت کے سفید دھبّے دیکھتے دیکھتے اُن کی نظروں کے سامنے اندھیرے میں کھلے اور اُن سے روشنی ہوئی — سُوکھی ہوئی شاخوں پر سفید روشنیاں تھیں جن سے دریائے سوات کے پانیوں پر رشک پیدا ہوتی تھی۔ سارے کا سارا سلیٹی منظر اُن کے سامنے آگیا اور نرگس کی تیز بھید بھری مہک نے اُن چاروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ چار چیزیں جو ہر دسمبر میں اُسے بلاتی ہیں۔

اور اُن میں سے ایک وادیٔ سوات کا سلیٹی منظر ہے۔

آلوچے کے سفید شگوفوں کی روشنی نے کُتورے کی آنکھوں کو بھی چندھیا دیا اور اُس نے بیزار ہو کر ایک اور "وَف" کی۔

چار چیزیں ہیں۔

دور پہاڑیوں میں کہیں کہیں مائیکا کی دھات پتھروں میں تھی اور دھوپ کی ز
آ کر اس طرح لشکارے مارتی تھی جیسے کوئی آئینے کے ٹکڑے سے پیام بھیجتا ہو۔ مشا
کے اس سردیلے منظر کو دیکھے چلا جا رہا تھا۔ پہاڑیاں ایک بہت ہلکی دھند میں تھیں اور
میں سے صرف وہ پتھر الگ ہو کر دکھتے تھے جن میں مائیکا دھوپ کو دھتکار کر واپس
تھی...

ڈاکٹر نے واقعی باتھ روم میں بھی ہیٹرز کا بندوبست کر رکھا تھا اور کالیے کی پشت
آج صبح کوئی شکایت نہ تھی۔

بٹ خیلہ کا بازار جسے سول ہسپتال میں مقید گھروں سے دور اُداس ہوتے اور بڑا
کی عرضیاں مسلسل لکھتے نوجوان ڈاکٹر ایشیاء کا سب سے طویل بازار کہتے تھے آج جمعہ
وجہ سے بند پڑا تھا۔ بازار کے اختتام پر دائیں جانب وہ ریسٹ ہاؤس دکھائی دیا جس
برآمدے میں دریائے سوات کے ایک پھیلے ہوئے منظر کے سامنے بیٹھ کر تاریخ دان ٹائن
نے "بٹوین آکسس اینڈ جمنا" کے چند باب تحریر کئے تھے۔ ذرا آگے بائیں طرف
وسیع قبرستان تھا اور اس کی سنگی سلیٹی کتبوں پر وہی نقش اور بیلیں تھیں جو گندھارا
میں بُدھ کے گرد تراشی جاتی تھیں۔ ایک بڑی چٹان کو سامنے پا کر کار اس سے بچ کر
تھی تو پاپلر کے درختوں والی سیدھی سڑک سامنے آ جاتی تھی... کئی کلومیٹر تک بے برگ
شاخیں آسمان کی نیلاہٹ میں الگ الگ دکھائی دیتی تھیں اور وہ آپس میں ملتی دکھائی د
تھیں۔ دائیں طرف آلوچے کے سلیٹی جنگلوں کے ذخیرے تھے۔

کالیے نے ڈاکٹر کی شادی کی خوشی میں سردی میں ٹھٹھرتے سرخ ناکوں اور
چہروں والے سب بچوں سے ان کے نرگس کے گچھے خرید کر پٹرول کی پچھلی نشست
پھینک دیئے تھے اور اب ہیٹر کی گرمی اُن کی مہک کو تیز کر رہی تھی۔

اُس نے وے سائڈ ہوٹل کے چھپروں تلے آ کر اپنے برادرِ عزیز کو بھی کو

کر لیا تھا اور اب برادرِ عزیز نرگس کے گچھوں میں استراحت فرما رہا تھا اور جب کبھی کوئی ہلکا سا دھچکا لگتا تو وہ ایک بلند "چاؤں" کر کے پھر آنکھیں موند لیتا۔

چک درّہ پُل کے چوک میں ہمیشہ رونق ہوتی تھی خاص طور پر متعدد اخبار بیچنے والے بٹ خیلہ سے آتی ہوئی کاروں کے آگے کھڑے ہو جاتے۔ مشاہد نے ایک اردو اور ایک انگریزی اخبار خریدا اور ہیڈلائنز پر نظر ڈالے بغیر انہیں پچھلی نشست پر پھینک دیا۔ اخبار کُتورے کے چھوٹے سے، سانس کے ساتھ اوپر نیچے ہوتے پیٹ پر قدرے زور سے لگے اور اُس نے ایک لمبی "چاؤں" کے بعد مشاہد کو ناراض نظروں سے دیکھا۔

اب اگلی نشست پر مشاہد اور کالیا تھے — اور پچھلی نشست پر نرگس کے پھولوں کے گچھے دو اخبار اور ایک عدد کُتورا تھا۔

چک درّہ پُل سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر جہاں پاپلر ختم ہو رہے تھے وہاں سے دائیں جانب ایک راستہ تھانے کو جاتا تھا اور اگر آپ کی منزل منگورہ تھی تو پھر آپ مُڑتے نہیں تھے سیدھے چلے جاتے تھے۔ "تھانہ" ایک بارونق قصبے کا نام تھا اور اس کے مرکزی چوک میں جب یہ کاریں داخل ہوئیں تو متعدد خان صاحب اپنی پگڑیاں اور شلواریں سنبھالتے ہوئے اپنے آپ کو کیچڑ سے بچاتے ہوئے خشمگیں نظروں سے ان غیر ملکیوں کو دیکھنے لگے۔ تھانہ سے باہر آنے پر منظر میں ایک حیرت انگیز وسعت پیدا ہوئی۔ کھیت اور پہاڑیاں دور ہوتے گئے اور ان میں بے شمار دھوپ پھیلتی گئی۔ یہاں خنکی بہت تھی۔ پچھلی نشست سے آتی ہوئی نرگس کی مہک بھی تیز ہو گئی۔

اور پہاڑیوں میں کہیں کہیں مائیکا والا کوئی پتھر چمک کر الگ ہوتا تھا اور پھر گم ہو جاتا تھا۔

"مشاہدی —" کالیے نے سڑک سے نظر ہٹا کر اسے غور سے دیکھا۔

"ہوں۔"

"رات وے سائڈ ہوٹل کے پچھواڑے میں آلوچے کا جو درخت تھا اور اس کی سوکھی ہوئی ٹہنیوں میں جو سفید دھبّے سے دکھائی دیتے تھے کیا وہ واقعی ہمارے دیکھتے دیکھتے کھِل گئے تھے اور اُن کی روشنی سے دریا کے پانی پر لٹکتے سائے پڑے تھے... یا میرا وہم تھا۔"

"اگر یہ وہم تھا تو ہم سب کا تھا۔"

"لیکن یہ بہن یا ہو کیسے سکتا ہے — میں تو ڈر گیا تھا — وہ آلو بچے کا
ویسے کا ویسے ہی خالم خالی کھڑا ہے — بس سفید دھبے ہیں جو تین چار ہفتوں کے
حِدّت سے شگوفوں میں بدلیں گے — یہ کیا ہے مشاہدی؟"

"یہ ہم ہیں —"

"تو یہ بہن یا ہم ہیں..." کالیے نے نہ سمجھتے ہوئے بھی دانش مندی سے سر

"آج تم اتنی سویرے اٹھ کر کدھر چلے گئے تھے... میری نیند خراب کردی

"میں؟... تم نے آج صبح ڈاکٹر کو دیکھا ہے؟"

"ہاں —"

"کوئی فرق نظر آیا؟"

مشاہد نے تیوری چڑھا کر اس کی طرف دیکھا۔

"جناب عالی میں نے کل آتے ہی ڈاکٹر ارشد کے سفید بالوں کو ناپسندیدگی
سے دیکھا تھا۔ یارا جس مُنڈے کا بیاہ ہو وہ چٹا جھاٹا لے کر تو دولہن کو لینے نہیں
چنانچہ میں آج صبح ڈاکٹر کے کمرے میں گیا تھا اور اس کا خیال تھا کہ میں اس
گریٹ ڈسپارچر چُرانے آیا ہوں لیکن میں گیا تھا اس کے بال ڈائی کرنے — کمال
نے نوٹ ہی نہیں کیا۔ ڈاکٹر تو بال رنگ کے بالکل پوپٹ لگ رہا ہے —"

"کیا لگ رہا ہے؟"

"پوپٹ —" کالیا آج خاص طور پر ڈاکٹر کی خوشنودی حاصل کرنے کی کو
رہا تھا تاکہ پچھلی شب اس نے اس کے عقیدے پر جو اعتراض کئے تھے اس کی کسر
جائے۔

"نَل کتنی دور ہے؟"

"بس پندرہ بیس منٹ —" کالیے نے سڑک کی سیدھ میں انگلی اٹھا
پہاڑیوں کے دامن میں ہے — اوپر بلندی پر کافر کوٹ کے کھنڈر ہیں... اور ادھ
طرف جو پہاڑ ہے اس کی دوسری جانب نوگرام کا ویران قلعہ اور بدھ عبادت گاہ
سکندر اعظم نوگرام کے راستے دوسری جانب اُترا تھا۔ اور دوسری جانب نوگرام
قصبہ دکھائی دیتا ہے جہاں سے سکندر نے دریائے سندھ عبور کیا تھا — کبھی چل
ادھر..."

"عبور تم بھی رکھتے ہو تاریخ پر —" مشاہد متاثر ہو کر مسکرایا۔

"مت بھولو اینٹیک ڈیلر کو اگر تاریخ کا نہیں پتہ تو وہ تاریخی نوادرات کو کیسے پہچانے گا... مجھے ان علاقوں کی اصلی تاریخ کا پتہ ہے —"

"تاریخ نقلی بھی ہوتی ہے!"

"ہاں — جو ہم نے اپنے خود ساختہ نظریئے یا مذہب کے حوالے سے بناتے ہیں۔ جو ہمارے نصاب میں ہوتی ہے۔ جس میں صرف ہم ہی ہم ہوتے ہیں اور ہر صفحے پر ہم زندہ باد لکھا ہوتا ہے — اور ہم اسی زندہ باد زعم میں مبتلا رہتے ہیں اور جب ایک دن اصلی تاریخ سامنے آتی ہے تو ہم چکرا جاتے ہیں — میرا خیال ہے اسی کو تاریخ کی جبریت کہتے ہیں —"

"پتہ نہیں —" مشاہد ایک مرتبہ پھر کالیے کے تجزیے سے متاثر ہوا اور مسکرایا۔

ان کی نسان سب سے آگے تھی۔ پچھلی کار میں ڈاکٹر ارشد اور اس کے تین کولیگ تھے... ان سے پچھلی دو کاروں میں چند دور پار کی رشتہ دار خواتین تھیں جنہیں صرف اس لئے بلایا گیا تھا کہ خواتین کی نمائندگی کے لئے ان کی موجودگی ضروری تھی ورنہ ڈاکٹر ان کو ٹھیک طرح سے پہچانتا بھی نہیں تھا۔ اس نے کسی بھی قریبی عزیز کو اپنی شادی کا دعوت نامہ نہیں بھیجا تھا۔

"ان پہاڑیوں میں سے ایک مرتبہ ایک چرواہے کو سونے کے پرندے ملے تھے — پتہ نہیں کس عہد کے تھے۔ اُس بھن یا نے تھانے کے ایک سُنیارے کو سونے کے داموں بیچ دیئے اور رقم سے پانچ گدھے خرید لیے... بھن یا سونے کے پرندے — میرے پاس لے آتا تو میں اسے اسلام آباد کے بلیو ایریئے میں پانچ پلازے خرید دیتا —"

"ادھر بھی گندھارا ہے؟"

"ادھر ہی تو ہے — تم دیکھنا تو سہی کیا ہوتا ہے — میں کتنی بار آ چکا ہوں اور بعض اوقات تو بڑا ریئر پیس مل جاتا ہے —"

پہاڑی کے دامن میں ایک پتھریلے اور سمٹے ہوئے قصبے کے آثار نظر آئے۔ جیسے وہ تھانہ سے لے کر یہاں تک لینڈ سکیپ سے خوفزدہ ہو کر پہاڑی کی گود میں جا چھپا ہو... تنگ سڑک کے گرد پتھریلی دیواریں بلند ہو گئیں۔ ایک دو مکان بھی نظر آئے جن کے

صحنوں میں خالی ہاتھ درخت تھے۔ پھر ایک قبرستان آیا اور سڑک کچے پکے مکانوں
کر یکدم اوپر اٹھ گئی اور کالیے کو پھرتی سے گیئر نیچے لانا پڑا۔ چڑھائی کے بعد ایک
جگہ آئی جس میں گُڈی کاغذ کی چند جھنڈیاں سرد ہوا سے پھڑپھڑا رہی تھیں۔ ایک
شخص جس کی ایک آنکھ میں کوئی نقص تھا بار بار اپنی پگڑی سنبھالتا ایک بے
مسکراہٹ کے ساتھ کاروں کے قریب آیا اور ہر کار میں جھانکتے ہوئے بالآخر
ڈاکٹر ارشد کا چہرہ نظر آیا تو اس نے اطمینان کا ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اسے پشتو
کہا۔

ڈاکٹر ارشد کار سے اُترا اور کچھ لاتعلقی سے ادھیڑ عمر شخص سے گلے ملا
انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

"نَل" کی ٹیڑھی میڑھی گلیوں میں نالیوں کو پھلانگتے وہ ایک کچے گھر کے
داخل ہوئے... صحن میں ابھی تک پچھلی بارشوں کا کیچڑ موجود تھا۔ اس کے برابر
ٹوٹے ہوئے چھپّر تلے ایک گائے ناکافی چارے پر جھکی ہوئی تھی۔ بالکل سامنے ایک
تھا جس کے کچے اور گیلے فرش پر دریاں بچھا کر باراتیوں کے بیٹھنے کا بندوبست کیا گیا تھا

ادھیڑ عمر شخص کے چند رشتے داروں نے انہیں پہلے تو پٹھانوں کی خاص
نگاہوں سے دیکھا اور پھر چائے اور مٹھائی کے ساتھ ان کی تواضع کی... پھر وہ بہت
بیٹھے رہے... بہت سارے معاملات تھے جو طے ہو رہے تھے اور لڑکی کا باپ گل
اب اتنا ادھیڑ عمر نہیں دکھائی دے رہا تھا پھُرتی سے مختلف کوٹھڑیوں کے اندر جا رہا تھا
باہر آ کر اپنے غصیلی نگاہوں والے رشتہ داروں سے مشورے کر رہا تھا۔

کالیا مشاہد کے کان کے قریب ہوا "آجا —" اور اٹھ کر باہر نکل گیا۔
گلی میں آ گیا۔

"آ تجھے سیر کراتے ہیں —" کالیے نے اپنے اکڑے ہوئے بدن کو انگڑائی
ہوئے نارمل کرنے کی سعی کی" پہلے روزی کے پاس چلتے ہیں —"

"یہاں بھی کنیکشن ہے؟" مشاہد نے پوچھا۔ اسلام آباد میں کالیا ہر دو
مٹک کر چلنے والی خاتون سے آگاہ تھا اور وہ کہتا تھا کہ یہ بھی کنیکشن ہے۔

"ہاں — اور کیا کنیکشن ہے"

وہ ایک اور اسی طرح کے صحن میں داخل ہوئے جس طرح کے صحن میں

ل کر آئے تھے۔ اس صحن میں بھی پچھلی بارشوں کا کیچڑ تھا اور چھپّر تلے ایک گائے تھی
لن ایک فرن تھا۔ صحن کی ایک کچی دیوار کے ساتھ نیچے اوپر انتہائی وزنی اور بڑے بڑے
ردیوارے بھی بلند ہوتے تھے۔ ان پتھروں کی جسامت اور تراش سے یہ اندازہ لگانا
نکل نہ تھا کہ وہ کسی قدیم عبادت خانے کا حصہ رہے ہیں۔ ان میں سے بیشتر پر گل بُوٹے
ربیلیں تراشی گئی تھیں۔ ایک بہت بڑا ستون شکستہ حالت میں صحن کے بیچ کیچڑ میں پڑا تھا
ردد "باڈیاں" گائے کی کھُرلی سے ٹیک لگائے آرام کر رہی تھیں۔ بُدھ کے ایسے قد آدم
نے جن کے سر غائب ہوں انہیں "باڈیاں" کہا جاتا تھا جیسے چھوٹے مجسّموں کو ہمیشہ
مڈی" کا نام دیا جاتا تھا...

"روزی خاناں —" کالیے نے ایک خاص سُر میں نعرہ لگایا... پھر متعدد بار پکارا...
بالآخر اُس نے روزی کے بچّے اور بہن یا روزی کے نعرے لگانے شروع کر دیئے...
ے چھوٹی سی کھڑکی کھلی اور اس میں سے روزی کا چہرہ دکھائی دیا... مشاہد نے اپنی زندگی
ا اتنا غلیظ اور کراہت آمیز چہرہ نہیں دیکھا تھا... وہ مسکرایا تو اس کی کراہت آمیزی میں
دست اضافہ ہو گیا۔ اُس نے پشتو میں کچھ کہا اور کھڑکی بند کر دی۔

"روزی خود کھدائی کرتا ہے اور بالکل جینئن مال رکھتا ہے —"

روزی کا میوزیم ایک اصطبل نما بڑے شہتیروں والی جس میں سے گندم کی پرالی
ا تھی اور جس کا بھوسے اور گارے سے بنا ہوا فرش بھی ہموار نہ تھا ایک اصطبل نما
ٹڑی میں تھا۔ فرش پر سینکڑوں ٹوٹے ہوئے اور نیم شکستہ گندھارا کے ٹکڑے سجے تھے
روزی ہر ایک پر ہاتھ لگا لگا کر بتاتا تھا — یہ سٹوپا کا حصہ ہے۔ چھتری ہے۔ یہ بودھی
اہے۔ ادھر یہ برتھ ہے اور یہ پجاری ہے اور ہاتھ باندھتا ہے۔ اس غلیظ روزی کی بُدھ
بارے میں معلومات حیرت انگیز تھی... لیکن کالیا نے درست کہا تھا کہ انٹیک ڈیلر چاہے
روزی ہی کیوں نہ ہو تاریخ سے مکمل واقفیت نہ رکھتا ہو تو پھر وہ انٹیکس کی پہچان کیسے
ے۔

"نہیں روزی — یہ ٹوٹ پھُوٹ ہے — کوئی خاص چیز ہے؟"

"ہے" روزی نے صرف اتنا کہا اور مسکرایا... اور مشاہد سے اس کی مسکراہٹ
نت نہ ہو سکی اور اس نے منہ دوسری جانب پھیر لیا۔

"تو دکھاؤ ناں یارا —" کالیا بے چینی سے بولا اور اس کی آواز بیٹھ گئی۔